ماہِ شعبان اور مسلمان

(از مولنا محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ۔ وایڈیٹر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندوراؤ دہلی)

دنیا کی ہر نعمت کا نیک مصرف بھی ہوتا ہے اور بُرا مصرف بھی۔ خدا کی نعمتوں سے مالا مال لوگ دنیا میں دونوں قسم کے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو خدا کی شکرگذاری کے ساتھ نعمت رب کو اس کے فرمان کے مطابق اپنے کام میں لاکر ایک طرف دنیوی نفع اٹھاتے ہیں۔ دوسری جانب خدا کو خوش کرتے ہیں۔ اور وہ بھی ہیں جو نعمتِ منعم حاصل کرکے بھول جاتے ہیں اور منعم حقیقی کو بھول جاتے ہیں اُسے خدا کی نافرمانی میں خرچ کرکے نعمتِ خدا کے ناقدر اور آخرت میں المناک عذابوں کے مستحق بن جاتے ہیں۔

ماہِ رواں ماہِ شعبان بھی شرعی نقطۂ نگاہ سے ایک مبارک مہینہ ہے۔ چنانچہ نسائی وغیرہ میں حدیث ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ذَالِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْاَعْمَالُ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یعنی لوگ اس مہینے کی برکتوں سے غافل ہیں۔ رجب اور رمضان شریف کے درمیان کا یہ مہینہ وہ ہے جس میں پروردگارِ عالم کی طرف لوگوں کے اعمال چڑھائے جاتے ہیں۔ یہ حدیث اس مہینے کی فضیلت ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے۔ اس فضیلت والے مہینے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صرف یہی ہے کہ بکثرت روزے رکھے جائیں۔ چنانچہ فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اُحِبُّ اَنْ يُّرْفَعَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ (نسائی) یعنی میری چاہت یہ ہے کہ اس ماہ کے میرے اعمال جب خدا کے سامنے پیش ہوں تب میں روزے سے ہوں۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں كَانَ اَحَبَّ الصَّوْمِ اِلَيْهِ فِيْ شَعْبَانَ یعنی شعبان کے روزے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی محبوب تھے۔ بلکہ ترمذی شریف میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آپ سے سوال کیا کہ ماہِ رمضان شریف کے بعد کس مہینے کے روزے افضل ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ماہِ شعبان کے۔ اسی ترمذی میں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو کسی مہینے میں اس قدر کثرت سے روزے رکھتے نہیں دیکھا جس قدر ماہِ شعبان میں بلکہ یوں سمجھو کہ گویا حضورؐ یہ پورا مہینہ روزوں میں ہی گذارتے تھے (ترمذی)

معلوم ہوگیا کہ یہ مہینہ بزرگی والا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ خدا کی ایک نعمت ہے۔ اس مہینے کی بزرگی منانے کا مسنون طریق اس مہینے میں بکثرت روزے رکھنا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں اور اپنی ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ موجودہ زمانے کے مسلمانوں نے اس پاک روش کو چھوڑ کر بہت سی چیزیں اپنی طرف سے پیدا کرلی ہیں اور سختی سے

اُن پر چھپ پڑے ہیں وہ اس ماہ کی پندرہ تاریخ کو بطورِ عید کے مناتے ہیں۔ اور بجائے دو عیدوں کے جو شریعت کی مقرر کردہ ہیں انھوں نے ہندوؤں کے تہوار کے مقابلے میں جو بہت سی عیدیں ایجاد کرلی ہیں اُن میں ایک اس کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ وہ اس دن مردوں کی روحوں کو اپنے گھروں میں موجود مان کر ایک ایک کے نام سے حلوا مانڈا الگ الگ کرتے ہیں۔ گھر گھر فاتحہ خوانی اور فاتحہ خوری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر ان روحوں کو بھگانے کے لئے طرح طرح کی ہیبت ناک آتش بازی چھوڑی جاتی ہے۔ حالانکہ دراصل یہ عقیدہ بھی خلافِ شرع ہے اور یہ فعل بھی شرع میں نہیں۔ اور یہ آتشبازی بھی ایک ہولناک معصیت ہے۔ وہ مسلمان جن پر افلاس کا بھوت پہلے سے سوار ہے۔ وہ مسلمان جو کوڑی کوڑی کو محتاج ہو رہے ہیں۔ وہ مسلمان جو تاج و تخت جو حکومت و بخت لُٹا چکے ہیں وہ اپنے رہے سہے مال کو بھی خود آگ لگائیں اور گھر پھونک تماشا دیکھیں۔ اس سے زیادہ بُرا منظر اور اس سے زیادہ المناک مظاہرۂ تنزل اور کیا ہوگا؟

اس آتش بازی اور اس چراغاں اور روشنی کے متعلق استاد الہند حضرت مولٰنا مولوی شاہ عبدالحق صاحب حنفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃ میں لکھتے ہیں مِنَ الْبِدَعِ الشَّنِیْعَۃِ مَا تَعَارَفَ النَّاسُ فِیْ اَکْثَرِ بِلَادِ الْھِنْدِ مِنْ اِیْقَادِ السُّرُجِ وَوَضْعِھَا عَلَی الْبُیُوْتِ وَالْجُدْرَانِ وَتَفَاخُرِھِمْ بِذَالِکَ وَاجْتِمَاعِھِمْ لِلَّھْوِ وَاللَّعْبِ بِالنَّارِ وَاحْتِرَاقِ الْکِبْرِیْتِ فَاِنَّہٗ مِمَّا لَا اَصْلَ لَہٗ (الی ان قال) اِتِّخَاذًا مِنْ رُّسُوْمِ الْھُنُوْدِ فِیْ اِیْقَادِ السُّرُجِ لِلدِّوَالِیْ - (دالی) - اِنَّ اسْتِحْدَاثَ السُّرُجِ الْکَثِیْرَۃِ فِی اللَّیَالِی الْمَخْصُوْصَۃِ مِنَ الْبِدْعَۃِ الشَّنِیْعَۃِ ...... وَاَوَّلُ حُدُوْثِ الْوَقِیْدِ مِنَ الْبَرَامِکَۃِ

یعنی ہمارے ہاں ہندوستان میں علاوہ اور بدترین بدعتوں کے یہ بدعت بھی خوب زوروں سے پھیل رہی ہے کہ مخصوص راتوں میں چراغاں کرتے ہیں گھروں اور دیواروں پر روشنیاں کرتے ہیں۔ اس میں فخر و گھمنڈ کرتے ہیں۔ آتش بازیاں چھوڑتے ہیں۔ مجمع کے مجمع بارود چھوڑنے پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ دراصل یہ باتیں بے اصل ہیں۔ بلکہ ہندوؤں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی آ گئی ہیں۔ یہ دراصل ہندو کی دیوالی کی نقل اور اس کی مشابہت ہے۔ جو شرعًا حرام محض ہے۔ مخصوص کردہ راتوں میں یہ چراغاں اور آتش بازی بدترین بدعت ہے۔ اس کی بنا خاندان برامکہ کے کفار سے ہوئی ہے۔ خدا ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے +

شعبان کی پندرہویں شب یا پندرہ تاریخ کو مخصوص نمازیں مخصوص طریقوں پر مخصوص سورتوں کے ساتھ مخصوص ثواب سمجھ کر پڑھنا بھی بدعت ہے۔ جتنی روایتیں اس بارے میں پیش کی جاتی ہیں سب کی سب نامعتبر اور اکثر موضوع اور غلط ہیں۔ البتہ بعض حدیثوں میں اس رات کے قیام اور اس دن کے روزے کا بیان ہے لیکن وہ حدیث بھی سخت ضعیف ہے۔ مزید تحقیق کے لیے مولانا شیخ شاہ عبدالحق صاحب حنفیؒ کی کتاب ماثبت بالسنۃ اور مولانا مولوی عبدالحی صاحب

لکھنوی حنفی کی کتاب الآثار المرفوعہ اور تحفۃ الاحوذی وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

اس دن روحوں کی موجودگی ماننا اور ان کے لیے مروج طریق پر فاتحہ اور نذر و نیاز کرنی بھی ایجاد بندہ ہے شریعت میں اس کا دراصل کوئی وجود ہی نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مُردوں کے پیچھے کچھ بھی نہ کرو۔ نہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ مردوں کی طرف سے کوئی خیر خیرات کی جائے اور خدا کے ہاں وہ مقبول ہو تو اس کا ثواب مُردوں کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا جو کام ہو وہ سنت کے ماتحت ہو۔ خلافِ سنت کوئی کام کرنا اپنے عمل کو آگ لگانا ہے خدا کے ہاں وہی عمل مقبول ہے جو پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور آپ کی سنت کے مطابق ہو کسی حدیث سے کسی آیت قرآنی سے چاروں مذہب میں سے کسی مذہب سے یہ ثابت نہیں کہ اس رات روحیں آتی ہوں۔ اور ان کے بھوکے پیٹ حلوے سے بھرے جائیں۔ اور جب وہ آسودہ ہو جائیں تو باوجود جلا جلا کر۔۔۔۔ گھروں سے نکال دی جائیں سنئے جو لوگ مر گئے وہ مر ہی گئے ہیں اور ایسے گئے ہیں کہ قیامت تک لوٹ کر وہ دنیا میں نہیں آسکتے نہ جسم و روح سے۔ نہ صرف روح سے۔ نہ صرف جسم سے۔ قرآن کہتا ہے وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ جو مرا وہ ایک ایسے عالم برزخ میں پہنچا کہ پھر واپسی محال۔ نیک روحیں علیین میں ہیں انہیں کیا پڑی کہ جنت کی نعمتوں سے منہ موڑ کر اس سڑیل دنیا میں آئیں۔ فرمانِ خدا ہے اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ۔ بد روحیں سجین جیسے جہنمی جیل خانے میں ہیں انہیں وہاں کے چوکیدار کیسے چھوڑ دینگے؟ کہ وہ دنیا میں واپس آسکیں؟ فرمانِ عالیشان ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۔ اور آیت میں ہے اَنَّهُمْ اِلَيْهَا لَا يَرْجِعُوْنَ ۔ یعنی مردے پلٹ کر اس دنیا میں نہیں آسکتے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے۔ اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ ۔ یعنی انسان کے مرتے ہی اس کے دنیوی اعمال ختم ہو گئے۔ تمام دنیوی اعمال منقطع ہو گئے۔

حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتاب فتاویٰ بزازیہ میں ہے مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ ۔ یعنی جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں آتی جاتی ہیں وہ حاضر ناظر ہیں وہ جانتی بوجھتی ہیں وہ کافر ہو جاتا ہے میرے محترم مسلم بھائیو۔ شعبان کا چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی چڑھتا تھا۔ پندرھویں رات اور پندرھویں تاریخ بھی آتی تھی لیکن ان موجودہ رسوم میں سے نہ تو آپ نے کوئی رسم ادا کی نہ کرائی۔ نہ کسی کو فرمایا۔ نہ کوئی ہدایت کی وہ مسلمان ہی کیا ؟ جو اپنے رسول خدا کے حبیب شافعِ روزِ جزا امام ھدیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے الگ ہو جائے جناب باری عز اسمہٗ کا ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔

بھائیو! یہ جو ہزاروں روپیہ آتشبازی پہ پھونکتے ہو۔ کیا اچھا ہو کہ یہی روپیہ تبلیغِ اسلام میں جائے مدارس اسلام کے کام آئے۔ سانڈ بیوائیں اس سے پلیں۔ یتیم مسکین اس سے نفع اٹھائیں۔ اپنے اور غیر اس سے